SHNAKHAT

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

قیامِ پاکستان کے بعد کی صورت حال اور اُردو شاعری

ڈاکٹر عظمیٰ حسن

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، جامعہ کراچی

Abstract:
The establishment of Pakistan is a very important event in the centuries-old history of this region. It was not only the result of the countless sacrifices and constant struggle of the Muslims of India, but its purpose was also to protect Islamic ideology, Islamic democracy, Islamic social justice, and the principles of legal equality. He was the founder of a state in which there is a system of spiritual and moral values called Islam. Where there is the development of Muslim civilization, humanism is the era of Islamic equality and justice.

قیامِ پاکستان اس خطہ ارضی کی صدیوں کی تاریخ کا ایک نہایت اہم واقعہ ہے۔ یہ محض مسلمانان ہند کی بے شمار قربانیوں اور جہد مسلسل کا ثمر ہی نہیں تھا بلکہ اس کا مقصد اسلامی نظریے کا تحفظ، اسلامی جمہوریت، اسلامی معاشرتی عدل اور قانونی مساوات کے اصولوں کی پاسبانی کرنا بھی تھا۔ ایک ایسی مملکت کا قیام تھا جس میں اسلام کی روحانی اور اخلاقی قدروں کا نظام ہو۔ جہاں مسلم تہذیب کا فروغ ہو، انسانیت اسلامی مساوات اور عدل و انصاف کا دور دورہ ہو۔

ان مقاصد کے حصول کی خاطر بے حساب لوگوں نے بے شمار قربانیاں دیں۔ تاریخ بنی آدم میں ایسی ہجرت ایسے واقعات اور ایسے سانحات فراموش نہیں کیے جا سکتے۔ بقول احمد ندیم قاسمی "آزادی سے پہلے کا دور اور پھر آزادی کے فوراً بعد کا زمانہ اپنے دامن میں وحشت ناک واقعات لے کر آیا، بر صغیر کا ایک بڑا حصہ فسادات کا شکار ہو گیا۔ لاکھوں انسانوں کی تباہی اور بربادی نے ہمارے اوریوں اور شاعروں کے حساس ذہن کو کر دیا۔ ملک میں ایسے خانماں برباد مہاجرین کا تانتا بندھ گیا جو اپنا سب کچھ لٹا کر یہاں آئے تھے۔ ان سانحوں سے ہمارے شعراء خاصے متاثر ہوئے۔ گو کہ وہ ان تمام رحمتوں سے خوب واقف تھے جو آزادی کے ساتھ عالم وجود میں آئی تھیں لیکن رورو کران کے تخیل پر وہ انسانی المیہ ہی چھایا رہا جس کا دامن خون سے تر تھا۔ ان دانشوروں نے اس قتل عام پر اس لیے خون کے آنسو بہائے کہ انھیں انسانی محبت اور انسان دوستی کی اعلیٰ قدریں بے حد عزیز تھیں اور آزادی سے پہلے انھوں نے ان اقدار کی وسیع پیمانے پر مدح سرائی بھی کی۔ آج یہی قدریں بر صغیر کے مختلف علاقوں میں گلی سڑی لاشوں کے روپ میں لاچار اور بے بس بکھری پڑی تھیں۔"(1)

انسانیت کی تذلیل اور اس سے جنم لینے والے المیوں نے ہر ذی شعور کو ہلا دیا تھا۔ آزادی کے وقت فسادات کے نام سے خونریزی و غارت گری کا جو طوفان آیا وہ معمولی نوعیت کا نہ تھا اس کے اثرات تادیر ہے۔ اور آج بھی کسی نہ کسی صورت میں موجود ہیں۔ فسادات سے قطع نظر، مہاجرت اور لاکھوں افراد کی مہاجرت، خاک و خون میں لتھڑی ہوئی مہاجرت، پاک سرزمین سے سرشار نتائج سے بے نیاز مہاجرت، بڑی قیامت خیز مہاجرت تھی۔ ہجرت کرنے والوں کے لیے بھی اور سہارا دینے والوں کے لیے بھی۔ پھر بھی عوامی اور تجھی سطح پر مہاجر و انصار کے درمیان باہمی رفاقت کا جو سلسلہ ابتدا قائم ہو گیا تھا۔ اگر اسے ارباب اختیار کی جانب سے قومی شعور کے ساتھ سہارا مل گیا ہوتا تو شاید پاکستانی معاشرے کی صورت کچھ اور ہوتی۔(2)

نئی مملکتوں کا وجود میں آنا ہی مسائل کا حل نہیں تھا بلکہ ایک آزمائش کا سلسلہ بھی تھا۔ پاکستان کے سامنے بے شمار مسائل تھے اور وسائل محدود تھے۔ انتظامی مسائل، آبادکاری کے مسائل، اثاثوں کی تقسیم کے مسائل، فوج اور ان کے ساز و سامان کے مسائل، الحاق کے مسائل، پانی کا مسئلہ، قانون سازی، اقوام عالم سے روابط، معاشی، معاشرتی اور اخلاقی مسائل، بھارت کی سازشیں۔ ان سب سے نبرد آزما ہونا آسان نہ تھا۔ پھر یہ مملکت کوئی عام مملکت نہ تھی۔ بلکہ ذہنوں میں یہ نعرہ گونج رہا تھا۔ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ اسی تصور اور نظریے نے آگ اور خون کے دریاؤں کا سفر ایک جذبے کے ساتھ لے کروا دیا۔ اس جذبے کے پیچھے یہ فکر بھی تھی کہ "

> "آزادی کے بعد معاشرے کا انتظامی ڈھانچہ بدلے گا۔ اس کے سیاسی و سماجی تعلیمی و تہذیبی رویوں میں
> تبدیلیاں رونما ہوں گی، عہد غلامی میں عدل و انصاف، جبر و اختیار اور سرمایہ و دولت کی تقسیم کے جو
> معیارات مقرر کیے گئے تھے ان پر نظر ثانی کی جائے گی، انھیں ملکی ضرورتوں اور ملی تقاضوں کے مطابق

بنایا جائے گا۔ آزادی کی برکتیں کسی خاص طبقے یا گروہ کے لیے مخصوص نہ ہوں گی بلکہ تھوڑی بہت سب کے حصے میں آئیں گی۔ معاش کے وسائل اور ان کی تقسیم کا نیا نظام قائم ہوگا۔ امیر و غریب کے درمیان فاصلہ کم ہو جائے گا۔ جاگیر دارانہ نظام کا وہ جبر واستبداد، جو ایک مدت سے چلا آرہا ہے تادیر باقی نہیں رہے گا، سرمایہ کے ارتکاز و تقسیم کا از سرِ نو جائزہ لیا جائے گا تعلیمی نظام میں انقلابی تبدیلیاں لائی جائیں گی، ملت کے جسم و جان کی حفاظت کا خاص اہتمام ہوگا، اس طرح کی اور بہت سے توقعات آزادی سے وابستہ تھیں۔" (3)

لیکن جب نتائج حسب توقع نہیں آئے تو دل شکستگی و مایوسی کا احساس شدید ہونے لگا۔ کاوشیں بے ثمر لگنے لگیں تو بے یقینی اور اداری نے گھیر لیا اور فرد کا تعلق معاشرے سے گہرا ہونے کے بجائے ٹوٹنے لگا۔ تنہائی اور عدم تحفظ نے اپنے غموں کو بہت نمایاں کر دیا۔

فسادات، ہجرت اور دوری سے، تنہائی کا احساس گہرا ہوتا چلا گیا۔ زندگی کی مثبت قدروں پر اعتبار کرنا دشوار محسوس ہونے لگا۔

پرانی صحبتیں یاد آرہی ہیں
چراغوں کا دھواں دیکھا نہ جائے (4)

کیا کہوں اب تمھیں خزاں والو
جل گیا آشیاں میں کیا کیا کچھ (5)

نامساعد حالات کے باوجود اقدار اور ہمت و حوصلہ کا اظہار اردو شاعری میں نظر آتا ہے۔

ہم پرورشِ لوح و قلم کرتے رہیں گے
جو دل پہ گزرتی ہے رقم کرتے رہیں گے
فیض احمد فیض (6)

اُردو شاعری نے ہر عہد کی بھرپور عکاسی کی ہے۔ قیامِ پاکستان، اس کے بعد کے حالات، معاشرے کی صورت حال اور ملکی اور بین الاقوامی سطح پر ہونے والی تبدیلیوں کو، بحرانی کیفیات، سیاسی و سماجی حالات تخلیقی و تہذیبی اسالیب کو اردو شاعری نے نہایت موثر انداز میں بیان کیا۔ اس عہد کے شعراء کرام نے ملک و ملت پر گزرنے والے حالات اور مختلف کیفیات کو نہایت خلوص اور سچائی سے قلم بند کیا۔ پریشان کن صورتحال میں بھی امیدوں کے چراغوں کو جلائے رکھا۔ ۱۹۶۵ء میں سترہ روزہ پاک بھارت جنگ ہوئی، اس وقت بھی پاکستانی نظم نگاروں نے اس جنگ پر بے شمار نظمیں اور گیت لکھ کر اپنی حب الوطنی اور وطن پرستی کا ثبوت دیا۔ بقول ربیعہ فخری

"6 ستمبر کو جہاں ایک زندہ پاکستانی قوم نے جنم لیا وہاں ایک جاندار پاکستانی ادب بھی عالم وجود میں آگیا ہے۔" (7)

ایک بے مثال ملتی شعور نے یک جہتی کے جذبے سے پوری قوم کو ایک لڑی میں پرو دیا۔ شعراء کے کلام نے اس جذبے کی نہ صرف عکاسی کی بلکہ اس کو ابھارنے اور نکھارنے میں اہم کردار ادا کیا۔ محسوس ہونے لگا کہ قوم کو فلاح کی سمت اور منزل کا رستہ مل گیا ہے۔ لیکن افسوس کہ یہ کیفیت زیادہ عرصے تک برقرار نہ رہ پائی اور پاکستانی معاشرہ ایک بار پھر انہی کج ادائیوں اور ناہمواریوں کا شکار ہو گیا جن سے وہ پہلے دوچار تھا۔ اب کے داخلی انتشار و اضطراب نے ایسی صورت اختیار کر لی کہ چند ہی سال بعد مشرقی پاکستان کا المیہ پیش آگیا۔ نتیجتاً بہت جلد قومی ترانوں اور ملی نغموں کی جگہ مراثی و نوحہ جات اور دعا و مناجات نے لے لی۔ اس ماتمی فضا میں سوز خوانی و اشک فشانی کے ساتھ ساتھ قومی و ملکی مسائل سے بے نیازی و بے دلی، مایوسی و بیزاری اور بدگمانی و بے یقینی کے عناصر ایک بار پھر معاشرے میں حادی رجحانات کے طور پر در آئے۔ (8)

میں روتا ہوں
اے ارضِ وطن

---اے مرے جیسے کتنے کروڑوں کی باعظمت و باعصمت ماں
تیرے دامانِ دریدہ کو میں آبِ سرشکِ غیرت و غم میں دھوتا ہوں
میں روتا ہوں
اے ارض وطن
میں روتا ہوں(9)

اور دونوں ہیں شام سے تاریک
تیرا آنگن ہو یا مرا آنگن(10)

بے دلی، مایوسی اور اکتاہٹ بہت نمایاں طور پر نظر آنے لگی:

میں اب ہر شخص سے اکتا چکا ہوں
فقط کچھ دوست ہیں اور دوست بھی کیا

بلند ہاتھوں میں زنجیر ڈال دیتے ہیں
عجیب رسم چلی ہے دعا نہ مانگے کوئی(11)

مثالِ آتشِ خاموش خاک ہوتے رہے
ہم اپنے زہر سے خود ہی ہلاک ہوتے رہے(12)

میں نے حالات کو سمجھا ہی غلط
میں تیرے شہر میں آیا ہی غلط(13)

مجھ کو معلوم ہے اس دور کے حساس وجود
دیکھتے دیکھتے بن جاتے ہیں پتھر کیسے(14)

شکستہ دلی اور بے زاری کی کیفیت ایک قوی تر جذبے حب الوطنی اور پُر عزم لہجے کے بے مول ہو جانے کا لازمی نتیجہ تھی۔ بقول فتح محمد ملک:

"6 ستمبر ۱۹۶۵ء کو بھارتی جارحیت نے ہمارے قومی وجود کو پھر سے رعنائی بخشی اور ہمارا قومی احساس ماضی کی زند و قوت کے شعور اور مستقبل کے تابناک امکانات کے اور اک سے از سر نو زندہ ہوا قومی احساس کی بیداری کا یہ وقفہ مختصر اعلان تاشقند پر تمام ہوا۔"(15)

غرض "سقوط ڈھاکہ کے بعد شاعروں نے احساس گناہ اور احساس جرم کے حوالے سے بہت کچھ لکھا۔ زمین وطن ہم گناہ گار ہیں کی صدائیں سنائی دیں۔ اس دور میں کئی شاعروں نے لوک روایات کا سہارا لیا اور پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان کی روایات، حکایات، رسم و رواج اور انسانی لہجوں کو شاعری کا حصہ بنایا۔"(16)

مقامی اسلوب اور مزاج کا رنگ اردو شاعری میں نظر آیا۔ مقامی اثرات کے ساتھ ساتھ پاکستان کے ادبی منظر نامہ کو بہت سی عالمی تحریکوں نے بھی متاثر کیا۔ عالمی ادب کی سطح پر ابھرنے والی بہت سی تحریکوں نے پاکستانی ادب کو بھی متاثر کیا۔ وجودیت، ڈاڈا ازم، امیجزم، ایلفرزم کی تحریکوں نے اردو

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

شاعری کو متاثر کیا۔ مجید امجد، اختر حسین جعفری، ظہور نظر، غلام جیلانی اصغر، انور شعور، مصطفی زیدی، شکیب جیلالی، آنس معین، ثروت حسین، زاہد ڈار، صابر ظفر، غلام حسین، اقبال ساجد، سید مبارک شاہ اور رفیق سندیلوی، کی شاعری میں وجودیت کے نقوش تلاش کیے جاسکتے ہیں۔ (17)

شاعری میں سر ریلزم نے اُردو نظم پر زیادہ اثرات ڈالے تاہم منزل بھی سر ریلزم کی خواب اور لاشعور کی ماورائی فضاء سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ ناصر کاظمی کے ہاں "پہلی بارش کی غزلیات اور منیر نیازی کی بعض تمثالوں میں اس کے اثرات دیکھے جاسکتے ہیں۔ (18)

امیجزم کی تحریک سے اقبال ساجد، منیر نیازی، ناصر کاظمی، سلیم کوثر شکیب جلالی اور ظفر اقبال کی صلح کے غزل گو شعراء نے اثر قول کیا۔ (19)

نظم نے عالمی ادبی تحریکوں، وجودیت، علامت نگاری، مادر واقعیت، 13 آزم، شعوری رو اور انجوم کے زیادہ اثرات قبول کیے ہیں۔ (20)

ساتھ ہی ارضی ثقافتی تحریک بھی ابھر کر سامنے آئی۔ ارضی کافی تحریک نے زمین کے وسیلے سے نہ صرف ثقافتی عناصر کو قبول کیا بلکہ اجتماعی لاشعور کو ایک ارضی رشید قرار دے کر ادب اور فکر کی تکمیل میں نسلی اور روحانی سرمائے کو بھی ناگزیر قرار دیا۔۔۔

پاکستان اور بھارت کی گزشتہ دو جنگوں نے اس تحریک کے ارضی اور روحانی تصور کو مزید تقویت دی۔ ان جنگوں کے بعد حب الوطنی اور ارض پاکستان سے روحانی وابستگی کا جذبہ شدت سے بیدار ہوا۔ ایک صورت تو "سونی دھرتی کے تصور میں انجری اور دوسری صورت یہ ہوئی کہ شہروں اور قصبوں۔ ابستگی کا شدید ترین جذبہ پیدا ہو گیا۔ شہر کے شعرانے نظریاتی تعصب سے بلند ہو کر ارض وطن کی خوشبو کو جبلی سطح پر محسوس کیا اور اپنے گردو پیش کو شعری اظہار کے ساتھ منسلک کر دیا۔ چنانچہ زمین کی خوشبو نہ صرف شاعری میں رچ بس گئی بلکہ یہ قاری کے مشام جان کو بھی معطر کرنے لگی۔ (21) اور حب الوطنی اور غیرت ملی نے لہجہ کے آہنگ کا تعین کر دیا۔

میرا دشمن مجھے للکار کے جائے گا کہاں
خاک کا طیش ہوں افلاک کی دہشت ہوں میں

پاکستان اور اہل پاکستان نے اپنے وجود، اپنی وقار، اپنی تاریخ اور اپنی تہذیبی میراث اور اپنے مذہبی اعتقادات وروایات کو بچانے کے لیے وہ سب کچھ کیا جو ایسے موقع پر غیرت مند قومیں کرتی ہیں۔ حالات سے مایوسی، بے دلی، ملکی و قومی مسائل سے عدم دلچسپی و بے نیازی، طبقاتی و علاقائی کشمکش آن کی آن میں ختم ہو گئیں اردو شعر آنے اس سانحہ کے منظر و پس منظر کی عکاسی و ترجمانی میں جو کردار ادا کیا وہ پاکستان کی ادبی تاریخ اور اُردو شاعری کا ایک روشن باب ہے... اس موقع کی مناسبت سے ان گنت ملی نغمے قومی ترانے، پرسوز گیت، ولولہ انگیز نظمیں اور جنگ نامہ کی طرز پر رزم نامے لکھے گئے۔ شاید ہی کوئی شاعر ہو جس نے اس جہاد بالقلم میں حصہ نہ لیا ہو۔"(۲۲)

اُردو شاعری کے حوالے سے ڈاکٹر رشید امجد کہتے ہیں:

"ستمبر ۶۵ء میں قومی شناخت کا ایک نیا مرحلہ شرع ہوا۔ اس جنگ نے وطن پرستی اور زمین کی اہمیت کے جذبوں کو بیدار کیا۔ دفاع پاکستان کے حوالے سے ایک نیا موضوع سامنے آیا جس کا زیادہ اور محمد واظہار شاعری میں ہوا خصوصاً نظم میں ۱۹۶۸ء کی عوامی تحریک نے نظریاتی بحث کو دوبارہ تازہ کر دیا اور نو ترقی پسندی کی اصلاح مقبول ہونے لگی۔ فرد کے بجائے اب اجتماع خارج کی باتیں بھی ہونے لگیں یہ پرانی حقیقت نگاری کی تجدید نہ تھی بلکہ خارجی حقیقت نگاری اور باطنی دروں بینی کا ایک نیا امتزاج تھا جسے ستر کی دہائی کی نسل نے آگے بڑھایا۔ سقوط ڈھاکہ کا المیہ بھی ایک موضوع بنا۔ اس کے اثرات غزل پر زیادہ ہوئے کہ ایمانیت واشاریت میں زوال کا یہ لمحہ ایک بڑی معنویت کا استعارہ بنا مجموعی قومی فکر میں ایک مایوسی اور بددلی نے ایک ایسی فضا کو جنم دیا جس کا اثر ادب پر بھی پڑا۔ ۱۹۷۷ء کے مارشل لا نے بے سمتی اور منافقانہ رویے کو پھر فروغ دیا۔ گیارہ سالہ آمریت میں مزاحمت کا ایک نیا دور اور نیا لب ولہجہ وجود میں آیا۔ ۱۹۸۵ء کے بعد نیا سفر کی بازگشت تھی۔ بارہ سالوں میں چار منتخب اسمبلیوں کی ٹوٹنے جمہوری عمل کا اعتبار ختم کر دیا۔ ایک مجموعی لاتعلقی نے بے حسی اور مایوسی کے رجحانات کو فروغ دیا۔ اس کی چھاپ ادب کی سبھی اصناف پر دکھائی دیتی ہیں۔" (23)

حواشی

ریاض، ریاض احمد، ڈاکٹر، "ابن انشاء احوال و آثار"، 1988ء، انجمن ترقی اُردو، پاکستان، ص 467 بحوالہ: "اُردو شاعری آزادی کے بعد"، احمد ندیم قاسمی، مشمولہ "نئی شاعری"، ایک تنقیدی مطالعہ"، مرتبہ: افتخار جالب، 1966ء، نئی مطبوعات، لاہور، ص 23

فرمان فتح پوری،ڈاکٹر،''پاکستانی معاشرہ اور اُردو شاعری''،مشمولہ''پاکستانی معاشرہ اور ادب''،مرتبین،ڈاکٹر سید حسین محمد جعفری،احمد سلیم،1987ء،انجمن ترقی اُردو،پاکستان اسٹڈی سینٹر،جامعہ کراچی،ص77۔78

ایضاً،ص73۔74

ناصر کاظمی،''برگ نے''،1992ء،ناشر،رضا نصیر،ص57

ایضاً،ص27

فیض احمد فیضؔ،''نسخہ ہائے وفا''،س ن،مکتبہ کاروان،لاہور،ص119

ناہید قاسمی،ڈاکٹر،''جدید اُردو شاعری میں فطرت نگاری،2002ء،انجمن ترقی اُردو،ص632

فرمان فتح پوری،ڈاکٹر،''پاکستانی معاشرہ اور اُردو شاعری''،ص89

قاسمی،احمد ندیم،''ندیم کی نظمیں''،2006ء،سنگِ میل پبلی کیشنز،لاہور،ص357-359

جون ایلیا،''شاید''،اشاعت ہفتم1998ء،الحمد پبلی کیشنز،لاہور،ص357-359

فرمان فتح پوری،ڈاکٹر،''پاکستانی معاشرہ اور اُردو شاعری''،ص90-91

منظر جاوید،ڈاکٹر،کراچی کے دبستان شاعری میں اُردو غزل کا ارتقا،2011ء،مکتبہ عالمین،کراچی،ص262

سرشار صدیقی،''ہجرت پر مامور تھے ہم''،2005ء،ہمارا ادارہ،کراچی،ص74

سحر انصاری،''نمود''2006ء،تخاطب،کراچی،ص102

ناہید قاسمی،ڈاکٹر،''جدید اُردو شاعری میں فطرت نگاری''،ص642

قاسمی،غفور شاہ،پروفیسر،پاکستانی ادب1947ء تا حال''،1995ء،ناشر رانا سلطان محمود،مطبع معراج دین پرنٹرز،لاہور،ص43

انور سدید،ڈاکٹر،''اُردو ادب کی تحریکیں''،1996ء،انجمن ترقی اُردو،پاکستان،ص614-615

قاسم،غفور شاہ،پروفیسر،''پاکسرانی ادب1947ء تا حال''،ص33

ایضاً،ص34

ایضاً،ص35

ایضاً،ص44

فرمان فتح پوری،ڈاکٹر،''پاکستانی معاشرہ اور اُردو شاعری''،ص88

رشید امجد،ڈاکٹر(مرتب)،''پاکستانی ادب1947ء تا2008ء،''انتخابِ شاعری اُردو،2009ء،اکادمی ادبیات،پاکستان،ص35۔36

عبداللہ،سید،ڈاکٹر،''کلچر کا مسئلہ''،2001ء،سنگِ میل،لاہور،ص114